

پھر بخودی میں بھول گیا، راہ کوے یار  
 جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں  
 اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس اہل دہر کا  
 سمجھا ہوں دل پذیر، متاع ہنر کو میں  
 غالب! خدا کرے کہ سوارِ سمنہ ناز  
 دیکھوں علی بہادرِ عالی گھر کو میں  
 بھی طائفے ہوتے تھے جنہیں  
 ماتم کے موقع پر بلایا جاتا تھا  
 اور وہ ماتم کر کے گھر والوں کو  
 خوب رلایا کرتے تھے۔ کچھ مدت  
 پیشتر تک ہندوستان میں بھی  
 پیشہ ور ماتمی عورتیں موجود تھیں۔  
 مرزا بھی کسی ایسے ہی سے اراد  
 کے خواہاں تھے تاکہ دل و جگر  
 دونوں کا ماتم بہ یک وقت ہو سکے۔

۲۔ شرح : عاشق بیزار ہو کر گھر سے نکل آیا ہے۔ اس کا دل کسی صورت  
 چین نہیں پاتا اور وہ بے اختیار پکار رہا ہے، کیا کروں؟ کدھر جاؤں؟ تسکین کا مقام  
 صرف محبوب کا گھر ہے، لیکن رشک کے مارے اس کا نام نہیں لیتا اور یونہی لپکارے  
 جا رہا ہے، کدھر کو جاؤں؟ کس طرف کا رخ کروں؟ رشک یہ کہ میں نے محبوب کا نام  
 لے لیا تو دوسرا شخص بھی اس سے واقف ہو جائے گا۔ اندیشہ ہے کہ دیکھتے ہی وہ  
 محبوب پر عاشق ہو کر رقیب بن جائے گا۔ اس ڈر کے مارے محبوب کا نام نہیں لیتا۔  
 ۳۔ شرح : تیری آمد و رفت کے راستے سے میرا واقف ہو جانا غضب  
 ہو گیا۔ وہ راستہ رقیب کے گھر کے سامنے سے گزرتا ہے۔ تیرے شوقِ دیدار میں  
 مجھے ہزار مرتبہ وہاں جانا اور رقیب کے گھر کا دروازہ دیکھنا پڑا۔ اتنی کوفت ہوئی۔  
 دل پر ایسی چھریاں چلیں کہ آرزو ہو رہی ہے، کاش! مجھے تیری رہگزر کا علم نہ ہوتا۔  
 ۴۔ شرح : پہلے بتایا جا چکا ہے کہ شاعروں نے جس طرح محبوب کے  
 دہن کی تنگی میں مبالغہ کرتے کرتے اسے معدوم قرار دے دیا، اسی طرح کمر کے نازک  
 اور پتلے ہونے پر زور دیتے دیتے اسے ناپید کر دیا۔ اب محبوب غالب سے کہہ رہا  
 ہے کہ میں نے تیرے قتل کے لیے کمر کس لی ہے یعنی پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ تجھے نہیں